اہلِ جاہلیت کے عقائد

شیخ محمد بن عبد الوهاب رحمہ اللہ

اردو ترجمہ :ابو مریم اعجاز احمد

اہلِ جاہلیت کے عقائد

شیخ محمد بن عبدالوھاب رحمہ اللہ

ترجمہ: ابو مریم اعجاز احمد

حقوق برائے ناشر محفوظ

اہل الاثر اس کتاب کو اسی شکل میں بغیر کسی تبدیلی کے فوٹوکاپی اور / یا الکٹرونک ذرائع سے اس کی تقسیم اور اس کو

پھیلانے کی اجازت دیتا ہے اس شرط کے ساتھ کہ اس سے مالی منفعت حاصل نہ کی جائے

www.ahlulathar.net

پیشِ لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توحید دین کی بنیاد ہے۔ کلمہ توحید: لاالہ الااللہ کے معنٰی کی فہم اوراس کی اہمیت اس وقت تک مکمل طور پر واضح نہیں ہو گی جب تک ہم اس کی ضد یعنی شرک اور زمانہ جاہلیت میں اہلِ شرک کے عقائد سے واقف نہ ہونگے۔ خلیفہ راشد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: **يوشك أن تنقض عرى الإسلام عروة عروة إذا نشأ في الإسلام من لا يعرف الجاهلية** (قریب ہے کہ اسلام کی کڑی ایک ایک کر کے ٹوٹ جائے اگر اسلام میں ایسے لوگ آجائنگے جو جاہلیت کو نہیں جانتے ہوں گے)۔ اور یہ اس لئے کہ کسی چیز کی وضاحت اس کی ضد کو جاننے سے بھی ہوتی ہے جسے نہ جاننے سے اس میں پڑ جانے کا خدشہ باقی رہتا ہے۔

دورِ جاہلیت میں کیا مشرکینِ مکہ اللہ کو مانتے تھے؟ اگر وہ مانتے تھے تو پھر ان کا ماننا انہیں کیوں نفع بخش ثابت نہ ہوا۔ کیا وجہ تھی کہ ان کا مسجدِ حرام (کعبہ) کی دیکھ بھال اور حجاج بیت اللہ الحرام کی خدمت کرنا انہیں اسلام میں داخل نہ کر سکا بلکہ ان کے اعمال اکارت ہوئے اور انہیں ہمیشہ کے لئے جہنم کی وعید سنائی گئی۔ یہ کہنا غلط ہے کہ وہ اللہ کو نہیں مانتے تھے۔ ان کا ایمان تو اللہ پر تھا مگر ویسا ایمان انہیں دائرۂ کفر سے خارج کر کے اسلام میں داخل نہ کر سکا۔ اسی لئے اللہ سبحانہ وتعالٰی کا ارشاد ہے: **وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلا وَهُمْ مُشْرِكُونَ**(ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہیں) (سورۃ یوسف:۱۰۶)۔

اس مختصر سے رسالے میں شیخ الاسلام محمد بن عبد الوھاب رحمہ اللہ نے مشرکینِ مکہ کے عقائد کو بیان کیا ہے اور پھر قرآنی دلیلوں سے اس کا ثبوت بھی پیش کیا ہے۔ اگر ان پر غور کیا جائے تو یہ پتا چلے گا کہ آج بہت سارے لوگ اسلام کا دعویٰ کرنے کے باوجود بھی مکہ کے مشرکوں جیسا عقیدہ رکھتے ہیں، کیونکہ انہوں نے لاالہ الا اللہ کو صحیح طور سے نہیں سمجھا۔ فرق یہ ہے کہ مشرکینِ مکہ نے کلمہ طیبہ کا انکار اس لئے کیا تھا کہ وہ اس کا معنیٰ جانتے تھے مگر آج اسلام کا دعویٰ کرنے والے بہت سارے لوگ کلمہ تو پڑھتے ہیں مگر اس کا معنی اور تقاضے سے ناواقف ہونے کی وجہ سے دورِ جاہلیت کے مشرکین جیسا عقیدہ رکھتے ہیں، بلکہ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ بہت سارے لوگ ان سے بھی بدتر عقیدہ رکھتے ہیں اور مشکل کشا، حاجت روا اور بگڑی بنانے والا اللہ کے سوا اوروں کو مانتے ہیں۔ نتیجتاً آج بہت ساری مساجد ویران اور قبرستان آباد ہیں۔ واللہ المستعان، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

یہ رسالہ ان مختلف رسالوں اور کتابوں کے مجموعے میں سے ایک ہے جسے شیخ عبد الرحمٰن بن محمد بن قاسم رحمہ اللہ نے الدرر السنية في الأجوبة النجدية میں جمع کیا ہے۔ یہ رسالہ الدرر السنیہ ج ۲ ص ۲۷ تا ۳۰ پر موجود ہے۔ اس رسالے کے اردو ترجمہ کا نام اہلِ جاہلیت کے عقائد رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ ہمیں علمِ نافع اور عمل، صالح کی توفیق عطا فرمائے۔

ابو مریم اعجاز احمد

۲۳ صفر ۱۴۳۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ چار قاعدے ہیں جن کا ذکر اللہ نے اپنی کتابِ محکم میں کیا ہے جن کے ذریعہ کوئی شخص لاالہ الااللہ کے معنیٰ کو سمجھ جائے گا اور انہیں سے مسلمان اور مشرکین میں فرق سمجھے گا۔ تو ان پر غور کرو، اللہ تم پر رحم کرے اور اپنی فہم کو اس طرف مائل کرو کیونکہ یہ (چار قاعدے) بہت ہی نفع بخش ہیں۔

پہلا قاعدہ: اللہ نے اس بات کو ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جو کفار تھے وہ اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ: اللہ ہی خالق ہے، رازق ہے، اس میں اس کا کوئی شریک نہیں، نہ ہی مقرب فرشتہ اور نہ ہی کوئی بھیجا ہوا نبی۔ اور یہ کہ اس کے سوا کوئی رزق نہیں دیتا اور وہی سبحانہ (وتعالیٰ) اکیلا آسمانوں اور زمین کا مالک ہے، اور تمام انبیاء اور رسول (علیہم السلام) اس کے بندے ہیں، جو اس (اللہ) کے غلبے اور امن کے ماتحت ہیں۔

توجب یہ بات سمجھ میں آجائے: کہ اس کا اقرار کفار کرتے تھے اور اس کا انکار نہیں کرتے تھے اور بعض مشرکین تم سے اس بات کی دلیل پوچھیں، تو اسے پڑھ کر (یہ آیات) سناؤ جو اللہ تعالیٰ نے کفار کے بارے میں فرمایا ہے:

قُل لِّمَنِ الْأَرْضُ وَمَن فِيهَا إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ قُلْ مَن رَّبُّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝

سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ أَفَلا تَتَّقُونَ ۝ قُلْ مَن بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلا يُجَارُ عَلَيْهِ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ فَأَنَّى تُسْحَرُونَ ۝

یعنی (پوچھئے (ان مشرکین سے) کہ زمین اور اس کی کل چیزیں کس کی ہیں؟ بتلاؤ اگر جانتے ہو؟ وہ جواب دیں گے کہ اللہ کی۔ کہہ دیجئے کہ پھر تم نصیحت کیوں نہیں حاصل کرتے۔ پوچھئے (ان سے) کہ ساتوں آسمانوں کا اور بہت باعظمت عرش کا رب کون ہے؟ وہ جواب دینگے کہ اللہ ہی ہے۔ کہہ دیجئے کہ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے؟ پوچھئے (ان سے) کہ تمام چیزوں کا اختیار کس کے ہاتھ میں ہے؟ جو پناہ دیتا ہے اور جس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دیا جاتا۔ اگر تم جانتے ہو تو بتلاؤ؟ وہ یہی جواب دینگے کہ اللہ ہی ہے۔ کہہ دیجئے کہ پھر تم کدھر سے جادو کر دیئے جاتے ہو) (سورۃ المؤمنون: ۸۴تا۸۹)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ السَّمْعَ والأَبْصَارَ وَمَن يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيَّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَن يُدَبِّرُ الأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللهُ فَقُلْ أَفَلاَ تَتَّقُونَ ۝

(آپ (ﷺ) کہئے (ان مشرکین سے) کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے، یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے، اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ تو (وہ مشرکین) ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ۔ تو ان سے کہئے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے) (سورۃ یونس: ۳۱)

دوسرا قاعدہ: وہ (مشرکینِ مکہ) فرشتوں، انبیاء اور اولیاء کے بارے میں عقیدت ان کی اللہ سے قربت کی وجہ سے رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعاً ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلائِكَةِ أَهَؤُلاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ۝ قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ ۝

(اور ان سب کو اللہ اس دن جمع کر کے فرشتوں سے پوچھے گا کہ کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے، تیری ذات پاک ہے اور ہمارا ولی تو تو ہے نہ کہ یہ، بلکہ یہ لوگ جنوں کی عبادت کرتے تھے، ان میں سے اکثر کو انہی پر ایمان تھا)۔ (سورۃ سبا: ۴۰، ۴۱)

اور جو لوگ انبیاء کے بارے میں عقیدت رکھتے تھے ان کے بارے میں فرمایا:

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلانِ الطَّعَامَ انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الآيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ أَنَّى يُؤْفَكُونَ ۝ قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللهِ مَا لا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرّاً وَلا نَفْعاً وَاللهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝

(مسیح ابن مریم رسول (پیغمبر) ہونے کے سوا اور کچھ بھی نہیں، ان سے پہلے بھی بہت سارے پیغمبر ہو چکے ہیں۔ ان کی والدہ ایک راست باز عورت تھیں، دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ آپ دیکھئے کہ کس طرح ہم ان کے سامنے دلیلیں رکھتے ہیں پھر غور کیجئے کہ کس طرح وہ پھرے جاتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہو

جو نہ تمہارے کسی نقصان کے مالک ہیں اور نہ کسی نفع کے۔ اللہ ہی خوب سننے اور جاننے والا ہے) (سورۃ المائدۃ: ۷۵،۷٦)

اور جو لوگ اولیاء کے بارے میں عقیدت رکھتے تھے ان کے بارے میں فرمایا:

أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ﴿۵۷﴾

یعنی (جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ قریب ہے اللہ کے، وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے خوف زدہ رہتے ہیں، بات بھی یہی ہے کہ تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے (سورۃ بنی اسرائیل: ۵۷)

تیسرا قاعدہ: اور وہ یہ ہے کہ اللہ جو العلی الاعلی (سب سے بلند) ہے اس نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ کفار جو صالحین (نیک لوگوں، اولیاء) کو پکارتے تھے (ان سے دعاء کرتے تھے) وہ صرف اس لئے کہ وہ اس سے اللہ کی قربت حاصل کرنا چاہتے تھے، اور شفاعت چاہتے تھے (کہ وہ ان کی سفارش اللہ سے کریں)، ورنہ وہ تو اس چیز کا اقرار کرتے ہی تھے جیسا کہ پہلے گزرا کہ اللہ کے سوا تمام کاموں کی تدبیر کوئی اور نہیں کرتا۔ تو اگر کوئی مشرک اس چیز کی دلیل طلب کرے تو اسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھ کر سنادو:

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ما لا يَضُرُّهُمْ وَلا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هؤُلاءِ شُفَعاؤُنا عِنْدَ اللَّهِ ۝

یعنی (اور یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہنچا سکتے ہیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں (سورۃ یونس:۱۸)

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِياءَ ما نَعْبُدُهُمْ إِلاَّ لِيُقَرِّبُونا إِلَى اللَّهِ زُلْفى إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي ما هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ إِنَّ اللَّهَ لا يَهْدِي مَنْ هُوَ كاذِبٌ كَفَّارٌ ۝

یعنی (اور جن لوگوں نے اس (اللہ) کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کر دیں۔ یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اس کا فیصلہ اللہ (خود) کرے گا۔ جھوٹے اور ناشکرے (لوگوں) کو اللہ راہ نہیں دکھاتا۔ (سورۃ الزمر:۳)

تو جب تم اس مسئلے کو سمجھ چکے ہو اور تم نے اس کی تحقیق کر لی کہ کفار ان تینوں (اوپر ذکر کئے گئے) مسائل کو جانتے تھے اور ان کا اقرار کرتے تھے: پہلا، کہ کوئی پیدا کرنے والا، رزق دینے والا، پست اور بلند کرنے والا اور کاموں کی تدبیر کرنے والا نہیں سوائے اللہ کے جو ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ دوسرا: کہ وہ فرشتوں اور انبیاء سے قربت اور نزدیکی

ان کی اللہ سے قربت (نزدیکی) کی وجہ سے چاہتے تھے۔ تیسرا: وہ اس بات کا اعتراف کرتے تھے کہ نفع اور نقصان اللہ کے ہاتھ میں ہے لیکن وہ امید فرشتوں اور انبیاء سے ان کی اللہ سے قربت (نزدیکی) کی وجہ سے رکھتے تھے اور یہ کہ وہ اس سے شفاعت کریں گے۔

تو اس پر غور کرو اور بہت اچھی طرح غور کرو اور خود پر ان (مسائل) کو ہر گھڑی پیش کرو، تو (پاؤگے) کہ کتنے کم دنیا میں لوگ ہیں جو اس مسئلے کو جانتے ہیں خاص طور سے وہ لوگ جو علم کا دعویٰ کرتے ہیں! تو جب تم نے اس کو سمجھ لیا اور تمہیں یہ بات عجیب لگی تو چوتھے مسئلے کو (بھی) جان لو اور اس کی بھی تحقیق کر لو:

چوتھا مسئلہ: اور وہ یہ ہے کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (مشرک) تھے وہ ہمیشہ شرک نہیں کرتے تھے بلکہ کبھی شرک کرتے اور کبھی توحید کا اقرار کرتے اور انبیاء اور شیطانوں سے دعاء کرنا چھوڑ دیتے۔ تو جب خوشی کی حالت ہوتی تو ان کو پکارتے اور ان سے عقیدت رکھتے، اور جب مصیبت اور سخت تکلیف پہنچتی تو انہیں چھوڑ دیتے اور دین کو اللہ کے لئے خالص کر دیتے اور وہ جانتے تھے کہ انبیاء اور صالحین نفع اور نقصان کے مالک نہیں۔

تو اگر کوئی (اس بات پر) شک کرے کہ پہلے کے کفار بعض اوقات میں اللہ کے لئے (اپنے دین اور عبادت کو) خالص کرتے تھے، تو اسے اللہ کے اس فرمان کو پڑھ کر سنا دو:

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلا إِيَّاهُ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الإِنْسَانُ كَفُورًا ﴿﴾

یعنی(اور جب سمندروں میں تم کو مصیبت پہنچتی ہے، تو جنہیں تم پکارتے ہو وہ سب گم ہو جاتے ہیں سوائے اللہ کے۔ پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو اور انسان بڑا ہی ناشکرا ہے (بنی اسرائیل:٦٧)

اور اللہ کا فرمان ہے:

وَإِذَا مَسَّ الإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَنْدَادًا لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِهِ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلا إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ﴿﴾

(اور انسان کو جب کبھی کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ خوب رجوع کرتے ہوئے اپنے رب کو پکارتا ہے۔ پھر جب اللہ اسے اپنے پاس سے نعمت عطا فرما دیتا ہے تو وہ اس سے پہلے جو دعا کرتا تھا اسے (بالکل) بھول جاتا ہے اور اللہ کا شریک مقرر کرنے لگتا ہے جس سے (اوروں کو بھی) اس کی راہ سے بہکائے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اپنے کفر کا فائدہ کچھ دن اور اٹھا لے، (آخر) تو دوزخیوں میں ہونے والا ہے۔ (سورۃ الزمر:٨)

تو یہ ہے جو جہنم والوں میں سے ہے: جو کبھی تو دین کو اللہ کے لئے خالص کرتا ہے اور کبھی فرشتوں اور انبیاء کے لئے خالص کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلْ أَرَأَيْتَكُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ أَغَيْرَ اللَّهِ تَدْعُونَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۞ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ ۞

یعنی (آپ کہہ دیجئے کہ اپنا حال تو بتلاؤ کہ اگر تم پر اللہ کا کوئی عذاب آپڑے یا تم پر قیامت ہی آ پہنچے، تو کیا اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے اگر تم سچے ہو۔ بلکہ خاص اسی (اللہ) کو پکارو گے، پھر جس کے لئے تم پکارو گے اگر وہ چاہے تو اس (مصیبت) کو بھی وہ ہٹا دے گا اور تم جن کو شریک ٹھہراتے ہو ان سب کو بھول جاؤ گے۔) (سورۃ الانعام: ۴۱،۴۰)

وصلی اللہ علیٰ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

أهل الأثر

www.ahlulathar.net

www.ahlulathar.net